مفتی منیب الرحمٰن　　　　　　　　　　　　　(تفہیم المسائل)

محافلِ میلاد میں منکرات کا ارتکاب

سوال:　میلاد شریف کے جلسوں میں دف کا اہتمام کیا جانا اور جشنِ میلاد شریف کے جلسوں میں تالیاں بجانا، ڈھول اور رقص پر اصرار کیا جانا، شریعتِ مطہرہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے، کیا کہیں کوئی جواز کی صورت ہے یا دودھ وشہد میں نجاست و پلیدی ڈالنا اور حلال کو حرام کرنا ہے؟ دَف والی حدیث کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے اس حدیث کی روشنی میں مباح سمجھا جائے یا حدیث کو منسوخ سمجھا جائے یا پھر خصوصیت پر محمول کیا جائے؟ بعض حضرات صوفیہ کے سازوں کے ساتھ قوالی سننے کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔　　　　(تنظیمات اہل السنّت والجماعت، سرگودھا)

جواب:　میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں اور جلوس کا محرمات، مکروہات سے پاک ہونا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی محبت کا ثبوت ہے کہ آپ کی بعثتِ مبارکہ کا مقصد ظلمت وجہالت کو دور کرنا اور احکامِ الٰہی کا پابند بنانا ہے، لوگوں کی رذیل صفات کو حسنِ اخلاق میں بدل دینا ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن کا اکرام انھی شرعی تقاضوں کے مطابق ہونا چاہیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی مجالس میں نظر آتے ہیں اس سے ہٹ کر کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب دعوئ عشق ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس نہ ضروریاتِ دین سے ہیں اور نہ ہی ضروریاتِ مسلک اہل السنّت والجماعت سے البتہ یہ برصغیر میں شعائرِ اہل سنت سے ہیں، یہ اگر محرمات، بدعات اور منکرات سے پاک ہوں تو زیادہ سے زیادہ استحباب واستحسان کے درجے میں قرار دیا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے، ”تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے (شرح السنۃ للبغوی) حدیث کا واضح مفہوم یہی ہے کہ کامل ایمان کی علامت یہ ہے کہ انسان کا ہر قول وفعل، معاملات ومعمولات اور خواہشات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق ہونی چاہئیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے دینی امور کو قرآن وسنت میں بیان کردہ حقائق کی روشنی میں طے کرنے کے بجائے اپنی وضع کردہ عقیدتوں اور خواہشات کی نذر کردیتے ہیں اور عقیدے وعقیدت کا تعین ایک ایسا طبقہ کرتا ہے جو دینی فہم سے عاری ونابلد ہے۔ محافلِ میلاد کے نام پر مقدس محافل کی آڑ میں بڑے بڑے کاروبار کیے جارہے ہیں بعض مقامات پر نعت خوانوں اور شعلہ بیان مقررین (جن کی اکثریت موضوع روایات کا سہارا لیتی ہے) کی ایجنٹوں کے ذریعے لاکھوں میں بکنگ ہورہی ہے، کسی زمانے میں شہر بھر میں سیاسی لیڈروں کی بڑی بڑی قد آور تصاویر لگائی جاتی تھیں، اب واعظین اور نعت خواں حضرات کی تصاویر صرف بازاروں اور چوراہوں تک محدود نہیں، بلکہ مساجد کے صدر دروازوں پر بھی آویزاں نظر آتی ہیں۔ انگلینڈ سے فون آیا کہ

اب پیر صاحبان کی تصاویر مساجد کے اندر آویزاں کی جا رہی ہیں۔ ہمیں حال ہی میں سوشل میڈیا پر ایک باریش پیر کو جسے قبے کے ساتھ غیر محرم جوان عورتوں کے ساتھ بلاحجاب رقص کرتے ہوئے دکھایا، وہ ان کے ہاتھ پکڑے ہوئے نظر آتے ہیں کبھی وہ انھیں بوسہ دیتی ہیں، یہ حرام ہے۔ جب ابتذال اس حد تک پہنچ جائے تو علمائے کرام کو تمام مصلحتوں سے بالاتر ہو کر شدت کے ساتھ اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔ کفار بیت اللہ شریف کے پاس تالیاں بجاتے اور اسے عبادت شمار کرتے تھے، قرآن مجید میں اسے کفر قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ترجمہ: ”اور بیت اللہ کے پاس ان کی نماز اس کے سوا کیا تھی کہ یہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے، سواب عذاب کو چکھو کہ کیونکہ تم کفر کرتے تھے (الانفال: ۳۵)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی لکھتے ہیں: قرآن مجید نے سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کی جو مذمت کی ہے اس میں ان جاہل صوفیاء کا رد ہے، جو رقص کرتے ہیں، تالیاں پیٹتے اور بے ہوش ہونے کا مظاہرہ کرتے ہیں (جسے وَجد نہیں بلکہ تواجُد سے تعبیر کیا گیا ہے) (الجامع لاحکام القرآن، جزء ۷، ص: ۳۵۹، بیروت) شریعت مطہرہ میں تالیاں بجانے کو مکروہ عمل فرمایا ہے، علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: ”(ہر بیہودہ کھیل مکروہ ہے) یعنی ہر لہو ولعب اور عبث (بے مقصد کام) تینوں (یعنی لہو، لعب اور عبث) کے معنی ایک ہیں جیسا کہ ”شرح التاویلات“ میں ہے۔ لہو کو مطلق (یعنی کسی قید کے بغیر) ذکر کرنا نفسِ فعل اور اس کی توجہ سے سماعت کو شامل ہے، جیسے رقص کرنا، مذاق کرنا اور تالیاں بجانا، ڈھول بجانا، ستار بجانا، سارنگی بجانا، چنگ بجانا، قانون (ایک تاروالا باجا) بجانا، مزامیر کا استعمال، جھانجھ (مجیرا) بجانا اور بگل بجانا، یہ سب مکروہ ہیں کیونکہ یہ عاداتِ کفار ہیں۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، جلد: ۹، ص: ۴۸۱)

گانے کی دھن پر بنائی گئی موسیقی اور آلاتِ موسیقی کے ساتھ نعت پڑھنا، پڑھوانا اور سننا سب ناجائز ہے، علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں: ”جس نے دَف اور ڈانڈیا کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی (وہ توہین قرآن کی وجہ سے) کفر کا مرتکب ہوا، میں (ملاعلی قاری) کہتا ہوں: اسی حکم کے قریب دَف اور ڈانڈیا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر یا نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا بھی ہے۔ (الفقہ الاکبر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ مکمل ضابطہ اور دستور ہے، احادیثِ مبارکہ میں صرف چند مواقع ایسے ملتے ہیں، جہاں دَف بجائی جا رہی تھی، آپ نے ان مواقع پر کسی خاص سبب سے اعراض نہ کیا۔ لیکن آج تسکینِ نفس کی تکمیل کے لیے ہر شخص اسے سنت سے ثابت کرنے پر تلا رہتا ہے، جبکہ حدیث پاک میں ہے: یعنی مجھے آلاتِ موسیقی کو توڑنے والا بنا کر بھیجا گیا“ کے کلمات بھی آئے ہیں۔ (کنز العمال) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک معرکہ سے واپس لوٹے تو ایک سیاہ رنگ کی بچی آ کر کہنے لگی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نذر مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت لوٹا دے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور اشعار گاؤں گی۔ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو نے نذر مانی تھی تو ، تو پھر دَف بجالے ورنہ نہیں۔ وہ لڑکی دَف بجانے لگی، اس اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ، وہ دف بجاتی رہی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ، وہ دف بجاتی رہی ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے ، وہ تب بھی دف بجاتی رہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو وہ دف کو اپنے سرین کے نیچے چھپا کر اس پر بیٹھ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم سے شیطان ڈرتا ہے، میں بیٹھا تھا یہ دف بجاتی رہی، پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آئے یہ دف بجاتی رہی، پھر علی (رضی اللہ عنہ) آئے یہ دف بجاتی رہی، پھر عثمان (رضی اللہ عنہ) آئے یہ دف بجاتی رہیا اور پھر اے عمر (رضی اللہ عنہ)! جب تم آئے تو اس نے دف رکھ دی۔ (سنن ترمذی)

امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں: ''دف کہ بے جلاجل یعنی بغیر جھانجھ (اسے جھانجر بھی کہتے ہیں) کا ہو اور تال سم کی رعایت سے نہ بجایا جائے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں، بلکہ کنیزیں یا ایسی کم حیثیت عورتیں اور وہ غیر محل فتنہ میں بجائیں تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب ومندوب ہے: ترجمہ: ''حدیث میں مشروط دف کے بجانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی تمام قیود کو فتاویٰ شامی وغیرہ میں ذکر کر دیا گیا اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تشریح کر دی ہے''۔ اس کے سوا اور باجوں سے احتراز کیا جائے ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد:۲۱)

دَف اور ڈھولک میں فرق ہے، دف ایک طرف سے کھلا ہوتا ہے، جبکہ ڈھولک دونوں طرف سے بند ہوتا ہے لہٰذا دَف سے ڈھولک کا جواز ثابت نہیں کیا جاسکتا اور امام احمد رضا قادری نے دف کے ساتھ بھی جھانجھر نہ ہونے کی شرط لگائی ہے، جبکہ بعض لوگ جھانجھر والے دف کے ساتھ نوخیز قریب البلوغ یا بالغہ لڑکیوں سے ٹی وی پر گروپ کی شکل میں نعت پڑھواتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔ بعض لوگ ہجرت کے موقع پر قبیلہ بنونجار کی بچیوں کے ان استقبالیہ اشعار سے استدلال کرتے ہیں: طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَادَعَالِلّٰهِ دَاعٍ ۔ (سیرۃ الحلبیہ: ۲/۲۳۵) یہ كَلِمَةُ الْحَقِّ أُرِيْدُ بِهَا الْبَاطِلُ '' کے قبیل سے ہے۔ اوّلاً تو یہ کہ یہ ابتدائے اسلام کا دور تھا یہ بچیاں عہدِ اسلام کی تربیت یافتہ نہیں تھیں، بلکہ اس عہد کے قبائلی رواج کے مطابق انھوں نے ایسا کیا اور وہ بھی ایک دائرے میں تھا جبکہ مزامیر کو توڑنے کی روایات بعد کی ہیں۔ بعدازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگی فتوحات سے واپس تشریف لائے ، کئی خوشی کے مواقع آئے ، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعار کو رائج نہیں کی اور نہ ہی اس کی ترغیب دی۔ مغنیات سے کام لینا مشرکین مکہ کا شعار تھا۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''جنگ'' ۲۵ر دسمبر ۲۰۱۵)